

مرکزی سیرت کمیٹی پٹی

تعارف

پٹی ایک قصبہ ہے جو ضلع لاہور میں تھا اور ریڈ کلف ایوارڈ نے اسے بھارت کو دے دیا۔ سترہ سال تک یہ قصبہ اشاعت سیرت کا مرکز رہا۔ مرکزی سیرت کمیٹی کے بانی قاضی عبد المجید قرشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی اشاعت کا کام جس وسیع پیمانے پر کیا اس کی مثال برصغیر پاکستان و ہندوستان کی بارہ سارٹھے بارہ صدیوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ شاہ افغانستان غازی نادر شاہ، شاہ عراق، سلطان فیصل، شیخ عبدالظاہر امام خانہ کعبہ، شیخ الاسلام حکومت مصر، علامہ کاشف الغطاء امام الشیعہ عراق، امیر شکب ارسلان شامی، محمد علی پاشا، علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی ایسے حضرات نے سیرت کمیٹی کے کام کی تائید کی۔ مدیر ”مدینہ“ بجنور مولانا حامد الانصاری نے قرشی موصوف کے نام اپنے خط میں لکھا: ”آپ اپنے انفرادی وجود سے ہزار ہا انجمنوں کا کام دے رہے ہیں۔“ ایک کے ایک سابق وزیر اعظم سید ضیاء الدین طباطبائی نے لکھا: ”سیرت کمیٹی کا کام ہر شخص کے لیے جو اسلام کی شوکت دیکھنا چاہے، ایک زندہ نمونہ ہے۔“ اور دنیائے اسلام کی اپنے وقت کی عظیم اور محبوب شخصیت مفتی اعظم سید امین گجینی نے لکھا: ”سیرت کمیٹی کے کام پر فخر دینا۔“ اے اسلام ہی نہیں خود اسلام بھی شکر گزار ہے۔“

یہ قاضی عبد المجید قرشی ہی تھے جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی ملی تاریخ میں پہلی بار یہ کامیاب تجربہ کیا کہ بغیر کسی قسم کے چندے کے ایک معمولی قصبے میں بیٹھ کر ایک تہی دست انسان ملکوں ملکوں میں اشاعت اسلام کر سکتا ہے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۴۰ء کو راقم الحروف پٹی گیا۔ دو حضرات مجھے لینے کے لیے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے بڑے چالیس سالہ کسی کے بیٹے میں سے ایک تھا۔ قد بالآخر فٹ سے نکلا ہوا،

ننگا سر، سر کے بالوں پر پشیم پھری ہوئی، داڑھی ایسی کہ دو روز سے نہ منڈوائی ہو، دانت خراب اور قدرے باہر نکلے ہوئے۔ پمپ شو، نہ بند اور کُرتے کے اوپر بھری سردی میں صرف واسکٹ پہنے ہوئے۔ (ایک ایسی شخصیت جس میں ظاہری کشش نام کو نہ تھی۔ معلوم ہو کہ یہ ہیں مولانا عبد الحمید قرشی جن کے نام کا ٹکنا برصغیر کے شہر شرمیہ میں بچ رہا ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ مرد درویش بہت سفر کرتا ہے مگر ہمیشہ تیسرے درجے میں کھانے کا وقت ہو گیا تو کسی تندور پر بیٹھ کر دال روٹی کھائی۔ ان کی ضروریات بس اتنی تھیں کہ جسم و روح کا رشتہ قائم رہے۔ ایک ماہ پہلے انھوں نے اپنے اخبار ایمان (۵ نومبر ۱۹۴۰ء ص ۲) میں لکھا تھا کہ ”میری بیوی، نہ اولاد ہے۔ البتہ سکا بھائی ہے۔ وہ اپنی جگہ پر تیس روپے ماہانہ کی غریبانہ مدرسہ کمر رہا ہے“ یہ بھائی عبد الحمید تھے۔ ان کے آفس سکریٹری حمید انور نے ۴ نومبر ۱۹۴۸ء کو بتایا کہ ”وہ جس طرح وضع قطع میں سادہ ظہے تقریر و تحریر میں بھی نہایت سادہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ بات مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔ بڑے ہی حاضر جواب تھے۔ نہایت اطمینان کے ساتھ دلائل گفتگو کرتے تھے۔ سامنے سوال کرنے والا اجتماع ہو تو تسلی کے ساتھ ہر ایک کو قائل کرتے جاتے تھے۔ میں کئی سفروں میں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ ان کا لوگوں پر اتنا اثر تھا کہ اگر وہ کوئی دعویٰ کر دیتے تو بہت سے لوگ اسے تسلیم کر لیتے“

حمید انور مزید کہتے ہیں کہ ”میں ان کا کبھی سال آفس سکریٹری رہا۔ ایک روز میں نے کہا کہ مجھے کسی ولی اللہ کی تلاش ہے۔ بولے کہ شام کو سیر کو جاتیں گے تو دکھاؤں گا۔ شام کو سیر کو نکالے کہ ایک کسان ہل چلا کہ کھیت سے نکل رہا ہے۔ میلے کچیلے کپڑے جسم گہرا لود۔ کہا کہ یہ زمین سے فصل اگاتا ہے، حلال کی روزی کھاتا ہے، اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے محنت کرتا ہے۔ یہ کام کرتے کرتے اتنا تھک گیا ہے کہ اب بڑا کام کرنے کے لیے اس کے پاس وقت ہی نہیں۔ یہ ہے ولی اللہ“۔

تنظیم کمیٹی میں

قاضی عبد الحمید قرشی کی سلاک زندگی کا آغاز امرتسر کی تنظیم کمیٹی سے ہوا۔ یہ رسالہ

”تنظیم امرت سر“ کے ایڈیٹر بھی تھے۔ ہمارے پیش نظر اس رسالے کی جلد ۴ کا شمار نمبر ۱۶ جون ۱۹۲۷ء کا یہ عید نمبر ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر ”اللہ اکبر“ کے نیچے لکھا ہوا ہے: ”نگران پالیسی: کچلو ایڈیٹر: قرشی“

اداریہ ”راہ نجات: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ قرشی نے اور شذرہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے لکھا۔ پندرہ مضامین میں سے صرف ایک عید سے متعلق ہے۔ لکھنے والے موندو ناتھ جیٹھی، راجہ زیندنا تھ، مولانا عارف ہسوی دہلی۔ مولانا بکرت اللہ جھوبھالی مقیم برلن، چودھری فضل محمد پنوار، ڈاکٹر بشارت احمد، خواجہ عبدالرحی فاروقی استاد التفسیر جامعہ ملیہ دہلی، ملک عبدالقیوم بیرسٹر گوجرانوالہ، پروفیسر مولانا نیر واسطی، بھائی پرمانند اور چودھری ملی محمد گوہر ہیں۔ اخبار ”ایمان“ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء کے صفحات ۷ اور ۸ پر ”نظام نامہ سیرت کا دیباچہ“ کے عنوان سے قاضی عبدالحمید قرشی نے اپنے بارے میں لکھا:

”۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر صاحب کی کوششوں سے امرت سر میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس بلائی گئی جس میں علی برادران سے لے کر سر محمد شفیع تک اور جمعیتہ العلما سے لے کر قادیان تک کے تمام گروہ شامل تھے۔ اس کانفرنس کے نتیجے کے طور پر آل انڈیا تنظیم بنائی گئی۔ حاجی رحیم بخش اس کے صدر تھے، ڈاکٹر کچلو سکریٹری تھے اور میں نائب سکریٹری۔ تین سال کے عالم گیر جوش و خروش کے بعد مسلمانوں کی اس تنظیم کا یسب سے بڑا خواب ہمیشہ کیلے پریشان ہو گیا۔“

”اس تمام کشمکش کے دوران میں تمام وقت دفتر تنظیم کا ناظم تھا اور آخری سالوں میں ”نظم تنظیم کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں مجھ سے زیادہ کسی بھی شخص کو یہ علم نہیں کہ امرت سر کی تحریک تنظیم کی ناکامی کے حقیقی اسباب کیا تھے؟“

”۱۹۲۸ء میں تحریک تنظیم ختم ہو چکی تھی، مگر امرت سر میں اس کی دوبارہ گاریں باقی تھیں، ایک ہفتہ وار اخبار ”تنظیم“ اور دوسرے تنظیم یتیم خانہ امرت سر۔ اس وقت میں نے ارادہ کیا میں ایسی کوشش کروں کہ جن رکاوٹوں کے باعث تحریک تنظیم قفل ہوئی ہے، ان سے دامن بچائے ہوتے امرت سر میں تحریک تنظیم کی صحیح بنیادیں رکھ دی جاتیں۔ اس ارادے کے ساتھ میں نے

اپنے ذاتی خیالات ”تنظیم بواوسط مساجد“ کے مضمون میں ملک کے سامنے پیش کیے۔ یہ مضمون میرا ذاتی مضمون تھا۔ میرا مقصود یہ تھا کہ اخبار ”تنظیم“ کے ذریعے سے سچاس ہزار روپیہ جمع کر کے تنظیم یتیم خانہ امرت سر کو ایک تنظیم ٹریننگ سکول کی شکل دے دوں اور پھر ایسے مبلغ اور کارکن پیدا کرنے کا سامان کروں جو ہندوستان کے ہر گوشے میں مسلمانوں کی شرعی اور دینی تنظیم کا بیڑا اٹھالیں۔ میں نے اپنے اس منصوبے کے مطابق تنظیم یتیم خانہ امرت سر کی سپرنٹنڈنٹ کی بار اٹھایا اور صرف تین ہی مہینے کی کوشش سے قریباً دس ہزار روپیہ نقد جمع کر لیا۔ مگر انہیں یہاں پھر ایسے جھگڑے برپا کئے کہ آج امرت سر کی تحریک تنظیم کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

”نوٹ“ تقریباً دس ہزار روپیہ جو میں نے جمع کیا تھا وہ نصف نصف مسلم بینک امرت سر اور دی سنٹرل کو اپریٹو بینک امرت سر میں میرے نام محفوظ تھا۔ مسلم بینک کاروبار ایک معطلی کی منظوری کے بعد ڈاکٹر اقبال مرحوم نے غازی نادر شاہ مرحوم کی امداد کے لیے افغانستان بھیج دیا اور کو اپریٹو بینک کاروبار یہ تنظیم یتیم خانہ امرت سر کو دے دیا گیا:

صرف ہائے ہوتے آلات میکشی
تھے یہی دو حساب سویوں پاک ہو گئے

مرکزی سیرت کمیٹی کا قیام

جس پس منظر یہ سیرت کمیٹی پٹی کا قیام عمل میں آیا اس کا ذکر بھی مذکورہ ”نظام نامہ سیرت کا دیباچہ“ میں کیا ہے، لکھتے ہیں:

امرت سر چھوڑنے کے بعد میں براہ کئی مہینے مسلمانوں کی تنظیم پر غور کرتا رہا، اور آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسئلہ کا حل دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۹۲۸ کے آخر میں مولانا سید کشفی صاحب نظامی رنگون سے پنجاب تشریف لائے اور آپ نے مجھے دوبارہ کام کرنے کی ترغیب دی اور اسلام آباد کالج لاہور میں ایک اہم مجلس مشورتی بلانی جس میں لاہور کے تمام اسلامی اخباروں کے ایڈیٹرز شامل تھے۔ اس مجلس میں میں

قومی بورڈ کی تجویز

مذکورہ بالا اقتباس میں جس قومی بورڈ کا ذکر ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ قمری مرحوم نے سرفیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب کو خط لکھا اور انھوں نے ۴ اپریل ۱۹۳۵ کو اپنے مکان پر معززین کا ایک اجتماع کیا۔ اس میں میاں عبدالعزیز بیرسٹریٹ لاسابق صدر بلدیہ لاہور، خان بہادر حاجی رحیم بخش، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش مدیر احسان، مولانا سید حبیب، مولانا عبدالحق، مولانا محمد علی، مولانا محمد علی الدین خاں سکریٹری

انجمن حمایت اسلام لاہور، میاں امیر الدین میونسپل کمنشنر اور میاں فیروز الدین احمد میونسپل کمنشنر وغیرہ نے شرکت کی۔ بانی تحریک سیرت نے اپنی مختصر سی تقریر میں کہا:

”سیرت کی تحریک اس اصول پر شروع کی گئی تھی کہ اس کام میں کسی قسم کا چندہ نہیں کیا جائے گا اور تحریک کے تمام کام اخبار ایمان اور کتب سیرت کی بخت سے پورے کیے جائیں گے۔ کام شروع کرتے وقت یہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ مجھے جس قدر بھی آمدنی حاصل ہوگی، اس میں سے پچاس روپے ماہوار ذاتی تنخواہ اور سٹاف کے ضروری اخراجات وضع کر کے باقی رقم قوم کے حوالے کر دی جائے گی۔ گزشتہ پانچ سال کا کام آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت بائیس زبانوں میں سیرت نبویؐ کا ترجمہ ہو چکا ہے اور شاہان اسلام سے عامۃ المسلمین تک تمام دنیا کے مسلمان تحریک سیرت کے کام سے متاثر اور مسحور ہیں۔ اس وقت ایمان کی اشاعت تین ہزار سے زائد ہے اور بادیہ وجودیکہ اخبار میں ایک سطر بھی اشتہار کی نہیں ہوتی، تاہم تمام اخراجات نکال کر اخبار کا مستقل منافع دو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ۲۵ سو روپے کا نقد سرمایہ میرے پاس موجود ہے۔ مجھے پٹی میں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جو میرے بعد اس کام کو جاری رکھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشاعت سیرت اور تنظیم ملت کا یہ مرکز عمل جس سے تمام دنیا کو فائدہ پہنچ رہا ہے، میرے بعد بھی جاری رہے۔ میری یہ آرزو ہے کہ اپنی زندگی میں اپنے کام کی بقا کا انتظام کر جاؤں اور اسی لیے آج آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ میں سیرت پر جمہ ہزار روپیہ اور اخبار ایمان کا مل طور پر قوم کے حوالے کر رہا ہوں۔“

قاضی عبد المجید قرشی کی اس پیشکش کو تمام حاضرین نے سراہا۔ ملک لال دین قیصر نے کہا، ”مجھے قرشی صاحب اکثر دفعہ ملتے رہے۔ میں انھیں ہمیشہ کہتا تھا کہ آپ اپنے ساتھ دوسرے معززین کو کیوں شامل نہیں کرتے؟ آپ ہمیشہ یہ جواب دیتے تھے، ملک صاحب! اس طرح کام میں حرج ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب انھوں نے مسلسل کام کیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کا خیال صحیح تھا۔ آج میں دیانت داری سے اعتراف کرتا ہوں کہ میرا خیال غلط تھا اور اب میری رائے ہے کہ روپیہ اور کام سب کچھ انھیں واپس کر دیا جائے۔ یہ ان کے پاس بنکوں سے زیادہ محفوظ ہو گا۔“ اس پر مولانا عبد المجید صاحب نے کہا، ”قرشی صاحب پانچ سال سے اس کام کو

ابھی طرح چلا رہے ہیں۔ وہ کسی سے چندہ نہیں مانگتے۔ انھوں نے ایک ایک پیسہ کر کے کفایت شعاری سے چھ ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔ ہمیں اس روپے کا کوئی علم نہیں، نہ اس پر ہمارا کوئی حق ہے۔ ہم نے زندگی بھر میں ایک بھئی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ ایک شخص اپنا سب کچھ قوم کے حوالے کر دے میری رلے ہے کہ یہ سب کام قرشی صاحب پر چھوڑ دیا جائے“ (ایمان ۲۲ مئی ۱۹۳۵ء ص ۱۳۱) اس کے باوجود قرشی صاحب کے اصرار پر ملک سرفیروز خاں نون اندامیاں عبدالعزیز بیرسٹر پر مشتمل ایک بورڈ بنا دیا گیا۔ پیشتر انہیں کہ یہ بورڈ سرمایہ اور ایمان اخبار اپنی تحویل میں لیتا ملک صاحب انگلستان چلے گئے۔

گیارہ سال کی خدمات

مرکزی سیرت کمیٹی بٹی نے اپنے قیام کے بعد ابتدائی گیارہ برس میں اس کے بانی کے الفاظ میں حسب ذیل خدمات انجام دیں:

- ۱۔ تمام کثرت زمین پر جلسہ ہائے سیرت کا نظام قائم کیا۔
- ۲۔ اکیس لاکھ کتب سیرت پچیس زبانوں میں شائع کر کے تقسیم کرائیں۔
- ۳۔ چار لاکھ قرآنی لکچر اور درس تین زبانوں میں پھیلانے اور پہنچانے۔
- ۴۔ سات بیرونی ممالک میں تبلیغ کے لیے مبلغ بھیجے۔
- ۵۔ سات ہزار مساجد کو وقت کے مطابق کئی لاکھ اردو خطبے ہم پہنچائے۔
- ۶۔ نو مسلم ہوم کے لیے پانچ سو ایکڑ اراضی وقف کرائی۔
- ۷۔ نظام سلور جوہی کا سپاسنامہ پچیس زبانوں میں نشر کرایا۔
- ۸۔ چھ ہزار روپیہ مظلومین ترکی و فلسطین کو بھیجا۔
- ۹۔ ادا لے نے دس ہزار روپیہ ذاتی فنڈ سے تبلیغ کے لیے وقف کیا۔

طاقت

- ۱۔ اس وقت مرکز کے تحت پانچ سو کمیٹیاں دنیا بھر میں تبلیغ کر رہی ہیں۔
- ۲۔ کمیٹی کا اخبار دوزبانوں میں شائع ہوتا ہے۔
- ۳۔ تین ہزار مسجدوں میں کمیٹی کے اردو خطبے سنائے جاتے ہیں۔

ہم۔ تحریک درس قرآن میں ایک لاکھ مسلمان روزانہ قرآن پڑھتے ہیں بلکہ ہم یہاں سلسلہ وار سہر خدمت کا جائز لیتے ہیں :

جلسہ ہائے سیرت کا نظام

مسلمان صدیوں سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے لیے ۱۲ ربیع الاول کی قید نہیں۔ ایسی محفلیں سارا سال ہوتی رہتی ہیں، لیکن سیرت کے جلسوں کا رواج اتنا قدیم نہیں۔ جب قاضی عبد المجید قرشی نے دفتر اشاعت سیرت قائم کیا۔ اس زمانے میں بھی برصغیر کے بعض شہروں میں سیرت کے جلسے ہوتے تھے اور کہیں کہیں جلوس بھی نکلا کرتے تھے۔ انھوں نے ان جلسوں اور جلوسوں میں ایک نظم پیدا کیا اور انھیں بہت زیادہ فروغ دیا۔ وہ شرعی حیثیت سے نہیں بلکہ انتظامی سہولت کے لیے ۱۲ ربیع الاول پر زور دیتے تھے۔ ۱۹۳۷ء میں انھوں نے لکھا۔ ”میری معلومات کے مطابق اس ایک دن میں تمام کائنات میں عملی طور پر سیرت نبوی کی اس قدر غیر معمولی اشاعت ہو جاتی ہے جو معمولی حالات میں پچاس سالوں کا اندر بھی نہیں ہوتی“ کسی ایک ۱۲ ربیع الاول کے جلسوں کی کارروائی پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اس بیان میں قطعی مبالغہ نہیں کیا۔ ان جلسوں کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ برصغیر کے طول عرض میں ہر سال ان میں لاکھوں غیر مسلم شرکت کیا کرتے تھے اور ہر سال سینکڑوں غیر مسلم ان میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کیا کرتے تھے۔ کئی غیر مسلم ان میں نعتیں پڑھتے۔ ایسے ہی ایک جلسے میں مدراس میں تھا چار یہ نے حضور کی شان میں ایک زوردار سنسکرت قصیدہ پیش کیا۔ ایک مسلمان نے اس کا تامل زبان میں ترجمہ سنایا بعض مقامات پر ایک ایک جلسے میں چھ چھ زبانوں میں سیرت پاک پر تقریریں کی گئیں۔ یہ بات نہیں کہ برصغیر میں سیرت پر جتنے جلسے ہوتے تھے وہ مرکزی سیرت کمیٹی پٹی ہی منعقد کراتی تھی۔ کئی مقامات ایسے بھی تھے جہاں مقامی انجمنیں ان کا انتظام کرتی تھیں۔ اخبار ایمان کی ۱۱ جولائی ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں بمبئی میں ایک جلسہ سیرت کی روداد چھپی ہے جو وہاں کی چوبیس انجمنوں نے متفقہ طور پر منعقد کیا اور جس میں

نواب بہادر یار جنگ نے صدرت پڑھا اور مسٹر محمد علی جناح نے انگریزی زبان میں مختصری تقریر کی۔
کتب سیرت کی

قاضی عبدالجبار فرسٹی نے ۱۹۳۰ء میں سیرت کبڈ پوٹی قائم کیا اور دس سال کے عرصے میں سیرت کمیٹیوں کی معرفت ۲۱ لاکھ کتب سیرت ۲۵ زبانوں میں تقسیم کیں۔ ان زبانوں میں برصغیر کی معروف زبان کے علاوہ افریقہ اور برما کی بعض زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے سیرت نبویؐ کا جاپانی ترجمہ پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپ کر ٹوکیو میں مفت تقسیم کرایا اور اسلامی سوسائٹی ٹوکیو کو دیگر ہزار ہا کتب مفت بھیجیں۔ سیرت کمیٹی رنگون نے مرکزی سیرت کمیٹی پٹی کی چھپوائی ہوئی کتابوں کے برمی زبانوں میں تراجم اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ۵۰۶۰۰ کی تعداد میں مفت تقسیم کیے۔
اشتراکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً پچیس لاکھ تیرہ زبانوں میں اور تقریباً دس اسلام مولہ زبانوں میں چھپی تھیں۔ ہم نے جن مطبوعات کو اوپر لکھا ہے، یہ دراصل ۳۲، ۳۲ یا کچھ زائد صفحات پر مشتمل رسائل تھے جن میں شاہیر کے مضامین اور تقریریں تھیں۔ قرشی صاحب کے اپنے لکھے ہوئے مضامین بھی تھے۔ انھوں نے چوبیس رسائل کو یک جا کر کے گیارہ سو صفحات کی ایک کتاب بھی شائع کی جس کی قیمت صرف دو روپے رکھی۔ اس کتاب میں دس ہندوؤں کے علاوہ علامہ امیر شکیب، ارسلان شامی، سید رشید رضا مصری، سید امین احمدی مفتی اعظم فلسطین، لارڈ ہیڈلے فاروقی، ڈاکٹر خالد شیلڈرک، نواب صدر یار جنگ بہادر، مولانا سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر سر ضیاء الدین، سید نواب علی وزیرالذات جو ناگزیر وغیرہ کے مضامین یا گفتار سیرت تھیں۔

رسائل سیرت کے علاوہ سیرت کمیٹی نے اسلامی موضوعات پر متعدد رسائل شائع کیے۔ اکل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ نے ڈاکٹر ضیاء الدین، حافظ محمد ابراہیم اور سید طفیل احمد پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے مسلمانوں کے افلاس پر ایک رپورٹ مرتب کی اور

اس کو طبع کر کے اس کی قیمت چار آنے مقرر کی۔ سیرت کمیٹی بٹی نے صرف تین تین پیسے میں ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اسی طرح امیر شکیب ارسلان شامی کی اسباب زوال ملت ۸۴ صفحات کی کتاب کی اشاعت بھی ہزاروں میں ہوئی۔ ”انقلاب ہند اور مسلمان“ ۶۸ صفحات کا رسالہ تھا۔ قیمت ایک آنہ (موجودہ چھ پیسے) پہلی بار آٹھ ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا اور ایک مہینے میں بالکل ختم ہو گیا۔ اسی طرح ۲۰۸ صفحے کی کتاب ”اسلام زندہ باد“ شائع کی۔ اس کی قیمت ایک روپیہ تھی۔ اس میں ستائیس حیرت انگیز اور روح پرور واقعات کا ذکر ہے، جن میں چار واقعات علامہ اقبال سے منقول ہیں۔ سیرت بکٹر پور میں ایسی کتابیں بھی ملتی تھیں جو مرکزی سیرت کمیٹی کی شائع کردہ نہ تھیں، ان میں سے ایک قابل ذکر کتاب تالیف محمد مسلم لیگ مرتبہ مزاحمت حسین ایڈووکیٹ ایم ایل اے تھی۔ یہ کتاب مسلم لیگ کی ابتدا سے یوم نجات تک کی مکمل تاریخ ہے۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۳۹ء تک مسلم لیگ کے ۲۶ سالانہ اجلاسوں کے استقبالیہ اور صدارتی خطبات، لیگ کے سولہ صدروں کے فوٹو بلاک صفحات ۶۰۰، قیمت ڈھائی روپے۔

قرآنی لکچر

۱۹۳۷ء میں سیرت کمیٹی بٹی نے قرآنی لکچر کے نام سے تبلیغ قرآن کا کام شروع کیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ہر سال دس قرآنی لکچر شائع کیے جائیں گے اور یہ لکچر محصول ڈاک وصول ہونے پر مفت روانہ کیے جائیں گے۔ ۶۴ صفحات کا پہلا لکچر بحقیقت دین کے نام سے چار ہزار انگریزی میں شائع کیا گیا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ ۱۹۴۰ء تک کئی قرآنی لکچروں کے تین زبانوں میں چار لاکھ نسخے شائع ہو چکے تھے۔ ان لکچروں میں علامہ رشید رضا کے مقاصد قرآن کے دس بے مثال لکچر بھی شامل تھے جنہیں بعد میں ۲۳۶ صفحات پر کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔

خطبات جمعہ و عیدین

۱۹۳۷ء میں خیال پیدا ہوا کہ تنظیم مساجد کے لیے ضروری ہے کہ ان میں ایک ہی خطبہ جمعہ دیا جائے۔ تین سال میں سات ہزار ائمہ مساجد نے ان سے خطبات طلب کیے۔ یہ خطبات سال بھر سفتے وار بھیجے جاتے تھے اور ان ۲۰ خطبات کے فائدے (موجودہ پچاس پیسے)۔

وصول کیے جاتے تھے۔

دوسری جنگ عالم گیر میں کاغذ کی مہنگائی کے باعث اخبار ایمان کے سال ۱۱ نمبر ۹ کو خطبہ نمبر قرار دیا اور اس میں ۲۷ جون ۱۹۳۱ء جمعہ سے ۷ ستمبر جمعہ تک خطبات شائع کیے، جن کے موضوع یہ ہیں: تیاری کا وقت، تعلیم اور مسلمان، راہِ خدا کی قربانی، قیامت کے نشانات، قرآن اور مسلمان، عذابِ نار کا نظارہ، ایمان کی تحریک، خطرناک پارٹی بندی، ہمارا کل اور آج، وعظ کی باتیں، فضول خرچی۔ اس طرح عبیدین کے موقعوں پر خطبے شائع کیے جاتے۔
درس قرآن

۱۹۳۸ء میں قاضی عبدالمجید قرشی نے درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا اور اخبار ایمان میں لکھا: ”ہم آپ کو آٹھ آنے سالانہ میں چونسٹھ چونسٹھ صفحے کے بارہ رسائل بھیجیں گے۔ ہر سالے میں تیس درس ہوں گے۔ ہر درس دو صفحے کا آسان تقریری شکل میں۔ ہر درس میں ادبِ ایک آیت ہوگی اور پچھنے صرف دو صفحوں میں ترجمہ اور تشریح۔ آپ گھر میں ایک وقت مقرر کر دیں کہ اس وقت گھر کا کوئی ممبر غیر حاضر نہ ہو۔ ایک جگہ فرش سجھا کر ہر روز ماں، بچے، بہن بھائی سب حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں اور آپ صرف چار منٹ میں انھیں روزانہ ایک درس پڑھ کر سنا دیا کریں، جس دن باپ نہ ہو، بیٹا مسندِ ہدایت پر بیٹھے اور ایک درس پڑھ کر سنائے۔ ہر مسجد، ہر زمانہ اور مردانہ سکول اور اسلامی گھر میں ایک ایک آیت روزانہ سکھانے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے“

درس قرآن کا پہلا نمبر ساٹھ ہزار چھاپ کر پھیلا یا گیا۔ دوسرا نمبر کتابی سائز کے ۱۲۸ صفحات پر شائع کیا گیا اور اس کی قیمت مع محصول ڈاک پانچ پیسے رکھی گئی۔ تیسری جلد ۱۱۲ صفحات پر چھپی۔ اس میں نمبر ۱ سے ۵۲ تک کل ۵۲ درس ہیں۔ یہ کتاب ۱۰ جون ۱۹۳۹ء کو شائع کی گئی جو پچھنے نمبر میں ۱۵۳ سے ۲۱۷ تک اور پانچویں میں ۲۱۸ سے ۲۸۶ تک ۹۶ درس ہیں۔ یہ پانچویں جلد ۷ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو شائع کی گئی اور اس میں ۹۶ صفحات ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب درسوں کی تعداد ۳۶۵ ہو گئی تو دیپاروں کی تفسیر ۲۵ صفحات پر یک جہا شائع کر دی گئی اور اس کا ہدیہ ہوا روپیہ دکھا گیا۔

اخبار ”ایمان“

سیرت کمیٹی ٹی کا ترجمان پندرہ روزہ اخبار ”ایمان“ تھا۔ اس کا پہلا نمبر جولائی ۱۹۳۷ء کو شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر قاضی عبدالمجید قرشی، ان کے آفس سیکریٹری حمید انور، اور پھر سے قاضی موصوف رہے۔ اس کا گجراتی ایڈیشن بھی شائع ہوتا تھا۔ کئی جگہ اس کے انگریزی اور ہندی ایڈیشن شائع کرنے کا اشتہار بھی دیکھا ہے۔ نہ معلوم اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ جنگِ عالم گیر کے زمانے میں بھی یہ اخبار چار ہزار کی تعداد میں ڈمی کاغذ پر ۲۰ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اس پر لاگت پانچ پیسے آتی تھی اور چار پیسے میں بیچا جاتا تھا اور یہ چار پیسے بھی جن شاخیں مار لیتی تھیں۔ اس میں اشتہار نہیں چھپتے تھے۔ ایک موقع پر بانی ”تحریک سیرت“ نے لکھا کہ ”اگر اخبار باقی نہ رہا تو تحریک اپنے آپ فنا ہو جائے گی“ اس اخبار کی اشاعت اور علاقہ اشاعت کئی اردو روزناموں سے زیادہ اور وسیع تر تھا۔

بیرونی ممالک میں مبلغ

”مکئی اسلامی ملکوں اور بادشاہوں کے پاس مبلغ اسلام بھیجے گئے۔ ایک مبلغ افغانستان بھیجا گیا۔ ایک مبلغ عراق و مصر بھیجا گیا۔ ایک مبلغ ابھین و جاپان کے لیے تیار رہے اور دو گرجو بیٹ موٹو سائیکل پر تمام کمرہ زمین کے گرد تبلیغی سفر کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ سیرت کمیٹی نے سلطان ابن سعود کے پاس ایک سفیر بھیجا تھا جس کی کوشش سے سلطان نے حاجیوں کے لیے جملہ اخراجات حج میں ۲۵ فی صد خرچ معاف کر دیا۔

فلسطين فنڈ

قاضی عبدالمجید قرشی تحریک سیرت کو بغیر کسی چندے کے چلاتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے مداحین کے زور دینے پر انھوں نے فلسطین کے مسلمانوں کی امداد کے لیے رقوم وصول کیں۔ ایمان کی ۳۰ اگست ۱۹۳۹ء میں ہے کہ کل ۱۱۷ روپے ۴ آنے جمع ہوئے جو سب بھیج دیے گئے۔

پانسو ایکڑ اراضی کا عطیہ

موضع کچی (حیدر آباد دکن) کی پانسو ایکڑ اراضی کا حقِ تولیت محترمہ امۃ الوداب صاحبہ کی

طرف سے راقم الحروف (قاضی عبدالحجیر قرشی) کے سپرد کیا گیا تھا۔ اب خاکسار نے اس کے لیے ایک باقاعدہ کمیٹی بنادی ہے جس کے صدر شیخ عبداللہ احمد صاحب اتواری بازار امراتوی اور سکریٹری جناب محمد عبدالستار صاحب مراد منزل حیدر آباد دکن مقرر کیے گئے ہیں۔ آئندہ زمین کے ساتھ سیرت کمیٹی پٹی یا راقم الحروف کا متولی کی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا بلکہ صرف کمیٹی مذکور زمین کا انتظام اور نو مسلموں کی آبادی کی ذمہ داری ہوگی۔

چھاپہ خانہ کی تجویز

۱۹۴۰ء میں بانی تحریک سیرت نے مرکزی تبلیغی مطبع کے قیام کی سکیم پیش کی اور لکھا کہ:

”سیرت کمیٹی اس وقت پچیس ہزار درس قرآن، سات ہزار اردو خطابات اور دو زبانوں میں اخبار ”ایمان“ چھاپ رہی ہے۔ ہزار ہا کتب سیرت اور دوسری تصانیف اس کے علاوہ ہیں۔ ان تمام تالیفات کی طباعت پر کمیٹی کو ہر مہینے تین سو روپہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اسی خرچ میں ایک پورا مطبع چل سکتا ہے۔ اس مطبع کے لیے پچیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ کم ایک دن مقرر کر کے اگر درس قرآن کے پچیس ہزار خریدار کم از کم ایک ایک روپہ بخود یا جمع کر کے بھج دیں تو غریبوں کی کوشش سے بھی صرف ایک دن ہی میں یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ اس تجویز پر صرف ایک سال میں چار ہزار آٹھ سو اکیس روپے ساڑھے تیرہ آنے جمع ہو گئے۔“

سیرت کمیٹیاں

سیرت نبویؐ کے جلسے تو بعض جماعتیں کئی سال پہلے سے کرتی رہتی تھیں، مگر ایک ایسی جماعت جس کا کام ہی اشاعت سیرت ہو اور وہ سارا سال یہی کام کرتی رہے پہلی مرتبہ قصبہ پٹی میں ۱۹۳۲ء میں قائم ہوئی۔ اس جماعت کے سادہ سے نام (یعنی سیرت کمیٹی پٹی) نے اُسے مقبول عام بنانے میں بڑا کام کیا۔ ۱۱ نومبر ۱۹۳۶ء کے اخبار ایمان کے صفحہ ۱۱ پر ”نظام سیرت کا دستور العمل اور پروگرام“ شائع ہوا۔ جب برصغیر کے ہر صوبے میں سیرت کمیٹی پٹی کی کئی کئی

۲۷ ایمان ستمبر ۱۹۴۰ء ص ۲

۲۷ ایمان ۱۵ جون ۱۹۴۱ء ص ۳

شاخیں کھل گئیں تو تنظیمی سمولت کے پیش نظر ۱۹۳۸ میں صوبائی تنظیموں کا آغاز کیا گیا۔ ۱۷ اگلے سال بارہ شوقوں پر مشتمل ”سیرت کمیٹی ٹی کا نظام نامہ“ شائع کیا گیا۔
دو ماہ بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۳۹ کے ایمان میں نوشقوں پر مشتمل ”تحت کمیٹیوں کے بعضی قواعد“ شائع کیے گئے۔ اس وقت برصغیر ادبی و فنی ملک میں سیرت کمیٹیوں کی تعداد پانسو تھی۔
بانی تحریک سیرت کے سفر

قاضی عبدالمجید قرشی نے تحریک کے سلسلہ میں متعدد سفر کیے۔ ان کے اخبار ”ایمان“ کی جلد ۸ کے صرف سات پرچوں سے ان کے چار طوفانی سفروں کی دلچسپ تفصیل کا علم ہوتا ہے، جس طرح ان کی تحریروں میں چھپے ہوئے الفاظ ہوتے تھے اسی طرح ان کا کوئی قدم بھی تفصیل طے کیے بغیر نہ اٹھتا تھا۔ انھوں نے اپنے ایک دورے کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

”و تحریک سیرت کی دوسری منزل کا کام شروع کیا جا رہا ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ نظام سیرت کے ذریعے دینی بنیادوں پر مسلمانوں کی صوبے واری تنظیم کی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے میں ہندوستان بھر کے بڑے بڑے شہروں کا ایک دورہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میرے دورے ملک کا مقصد اصلی یہی ہے کہ ہر ایک صوبے میں مبلغین اسلام کی مستقل جماعت مہیا کی جائے، جو صوبہ جاتی سیرت کمیٹی سے تنخواہ پائے اور عام مسلمانوں سے کسی قسم کا کرارہ یا نذرانہ لیے بغیر سارا سال اپنے صوبے کے مسلمانوں کی دینی تنظیم کے لیے ایک نبی اور ایک ملت کے اصل پر ایک پراڈشل کمیٹی قائم کریں۔۔۔

دورے کی ترتیب میں پنجاب و سرحد، یوپی اور سی پی، بہار، اڑیسہ، جنوبی ہند، پھر ممبئی، سندھ، آفریں بنگال اور برما رکھا گیا ہے سفر کے جملہ اخراجات سیرت فنڈ سے ادا کیے جائیں گے اور ہر صوبے کے مسلمانوں سے تحریک کے مقاصد پیش کرنے کے سوا کسی قسم کا چندہ یا امداد قبول نہ کی جائے گی۔
پہلا سفر بیس روز کا تھا۔ دوسرا سفر آگرہ، جھانسی، ممبئی، ناگپور، موم پورہ، کامٹی، اکولہ پھر ممبئی کا کیا۔ تیسرا سفر ناگپور، امراتہ، بدینیرہ اور جبل پورہ کا تھا۔ ان میں سے ممبئی کے

حالات کا ایک مختصر سا حصہ ہم اخبار ایمان کی ۳ جولائی ۱۹۳۸ء کی اشاعت سے یہاں نقل کرتے ہیں:

" ۲۷ جولائی کو بمبئی پہنچا تاکہ قرآنی مدرسہ کا افتتاح کروں۔ یہاں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی شرمندگی کو میں ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ بمبئی میں افتتاح کے لیے جو پوسٹر شائع ہوئے، ان میں لکھا تھا کہ حضرت علامہ مولانا عبدالحق قریشی، مدرسہ کا افتتاح کریں گے، حالانکہ میں مولانا ہونے سے کوسوں دور ہوں اور علامہ ہونے کی بجائے آج تک ایک مرتبہ بھی ہوا نہیں لگی، اور حضرت کہنا تو ایک ایسا اونچا درجہ ہے کہ جس کو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ باقی رہ خدمتِ دین کا کام تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ بعض دفعہ کسی ناسق و فاجر کو بھی اپنے دین کی تائید کر لیتا ہے۔ یقین کیجیے، پیغمبر اسلام صلی علیہ وسلم کی حدیث یہ صرف میرے ہی لیے ہے۔

مسٹر جناح سے شرفِ نیاز

۴ جولائی ۱۹۳۸ء کو مسٹر جناح سے شرفِ نیاز حاصل کیا۔ جناب عثمان قاسم صاحب اور قریشی نظام الدین صاحب سکریٹری سیرت بورڈ احمد آباد ساتھ تھے۔ یہ دلچسپ اور پر محبت ملاقات سوا گھنٹہ تک جانی رہی۔ سوال زیر بحث یہ تھا کہ ہم مسلمانوں کو کس طرح اقوامِ عالم کے مقابلے پر لا کھڑا کر سکتے ہیں۔ گفتگو کی پیپی اور مسٹر جناح کی اخلاقی عظمت کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ صاحب موصوف کھانے کے لیے بھی نہیں گئے۔ آپ نے وہیں دفتر میں کھانا منگوایا۔ جہاں تک میرا خیال ہے مسٹر جناح کا دل و دماغ، آنکھیں، زبان اور کان پوری طرح زیر بحث گفتگو میں منہمک تھے۔ اس واسطے یہ کہنا نہایت ہی مشکل ہے کہ اس دن مسٹر جناح نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ تفصیلات سننے کے بعد بزرگ محترم نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور اپنی انگشتِ شہادت سے دماغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جو کچھ آپ چاہتے ہیں میں پوری طرح سمجھ گیا۔ میرے لائق کوئی خدمت؟ میں نے عرض کیا، صرف مشورہ کرنا مقصود تھا۔ چندہ ہم لیتے نہیں، جلسوں کا ابھی ہمارے لیے موسم نہیں آیا۔ مرکزی سیرت کمیٹی نے اپنے پاس سے دو ہزار کی کتب سیرت برادرانِ بمبئی کی خدمت میں پیش کی ہیں کہ ان کی فروخت کے دو ہزار روپے سے دفتر سیرت قائم کر دیا جائے گا۔ یہ کام ہو گیا تو میں بھر حاضر ہوں گا تاکہ دفتر کا افتتاح کر کے کام شروع کر دیا جائے۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے متعلق ہم گفتگو ہوئی۔ جب میں نے خستہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میرے دل نے آواز دی مجھ پر علی جناح زندہ باد۔

۵۹

میں نہیں کہہ سکتا کہ مسٹر جناح نے میری اس قلبی دعا کو سنا، یا نہیں؟

پتو تھا سفر اگست ۱۹۳۸ میں یوپی کا کیا گیا۔ ۱۹ کورپنٹک پہنچے۔ یہاں مجلس شوریٰ میں انھوں نے مقام سیرت پر تقریر کی۔ شام کو جلسہ عام سے خطاب کیا۔ حافظ منور علی صدیقی قاری محمد صدیق صدیقی، حاجی اللہ دین، پیر رحمت اللہ اور حافظ محمد عمر صاحبان کا قرشی صاحب نے ”ایمان“ میں خصوصی ذکر کیا ہے۔ ۱۹ کو دہلی پہنچے۔ یہاں لطیف الرحمن صدیقی اور سید سعید احمد نقوی ان کے ساتھ ان کی تقریر سنانے میرٹھ تک گئے۔ میرٹھ میں جلسہ عام، مجلس شوریٰ اور فیض عام ہائی سکول میں انھوں نے تقریریں کیں۔ ۲۲ کو علی گڑھ پہنچے۔ وہاں شیخ عطاء اللہ لکچرر شعبہ معاشیات ان کے میزبان ہوئے۔ مولانا شیخ شفیق حسن ان کے معلم تھے۔ وہاں ڈاکٹر سید شاہ سلیمان، انس چانسلر، پروفیسر اے بی اے حلیم، ڈاکٹر ظفر حسن، ڈاکٹر غلام محمد علی، جناب عمر الدین لکچرر، جناب الطاف حسین سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن کانفرنس مولانا اکرام اللہ خاں ندوی مدیر کانفرنس اور پروفیسر عبدالعزیز صاحبان سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یونین ہال میں ”مسلمانوں کا نصب العین“ اور اسلام کی نشاۃ کے عنوان پر دو تقریریں کیں۔ علی گڑھ میں تین دن بڑے ہی مصروف گزارے۔

بلوچستان کا دورہ

قاضی عبد المجید نے ۱۹۴۲ میں بلوچستان کا تبلیغی دورہ کیا۔ یہاں کام کرنے کے لیے انھیں وسیع میدان ملا، اور فیصلہ کیا کہ کوئٹہ کو مرکز بنا کر سرحد، سندھ اور بلوچستان کے مسلمانوں کی دینی تنظیم کی جائے۔ وہ تنہا ہجوم مسائل سے کس طرح عہدہ برآ ہوتے تھے، اس کا اندازہ ان کی جامع مسجد کوئٹہ کی ایک تقریر سے ہوتا ہے جو ۱۵ ستمبر ۱۹۴۲ء کے ”ایمان“ میں پوری نقل ہوئی ہے۔ اس تقریر کے مطالعہ سے قاضی عبد المجید قرشی کا طریق کار درگاہ اور ان کی سیرت کے کئی پہلو ہی نہیں بلکہ وہ خود اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ تقریر یہ تھی :

حضرات! پہلے دن جبکہ میں کوٹھ آیا، بعض اصحاب نے مجھے پھولوں کے ہار پہنائے۔ مگر میں نے ایک لمحے کے لیے بھی ان ہاروں کو قبول نہ کیا۔ میں اپنی بساط سے خوب واقف ہوں۔ میں نے کوئی خدمت نہیں کی اور اس کے لیے میں کسی بھی عزت و نمائش کا مستحق نہیں ہوں۔ پھر جب میں نے اسی مسجد میں پے درپے تقریریں کیں اور عوام کے دل پر دریدر دل کی کمندیں پھینکیں تو عام لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید یہ مقرر سچا نکلے، لیکن اس کے چند ہی روز بعد جب میں نے درس قرآن اور کتب سیرت کی فروغ شروع کر دی تو کئی جلد باز طبیعتوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ میں ایک کتب فروش ہوں اور صرف سیم وزر کی فراہمی کے لیے کوٹھ میں وارد ہوا ہوں۔ آج تک میں نے اس الزام کا ایک ہی جواب دیا ہے اور وہ یہ کہ جس دن میں کوٹھ سے رخصت ہوں گا، آپ صاحبان کو معلوم ہو جائے گا کہ میں یہاں کی کتب فروشی سے کتنا روپیہ اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں۔ کل میں پندرہ دن کے لیے کوٹھ سے واپس جا رہا ہوں، اس لیے آج اپنے آمد و رفت کا حساب مسلمانوں کے سامنے پیش کروں گا۔

حضرات! میری زندگی میں یہ تیسرا موقع ہے کہ میں نے ایک کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے تبلیغی بیت المال یا مطبع کا فیصلہ کیا تھا۔ قبل اس کے کہ میں لوگوں کو دعوت دیتا، میں نے اپنے محاسب سے کہا، میری آمد و خرچ کا حساب کرو، اور میرا تمام قرض ادا کر دو۔ حساب کے بعد معلوم ہوا کہ میرے گھر میں تمام نقدی ایک سو دہ پیہ اور چند آنے ہیں۔ میں نے یہ پوری رقم دے دی۔ اس دن میری جیب میں چائے کے لیے ایک آنہ بھی موجود نہ تھا۔ دوسری مرتبہ میں نے پاکستان کی تحریک کا فیصلہ کیا۔ اس دفعہ بھی میں نے تمام آمد و جمع کا حساب کر لیا اور جتنا بھی رقم میرے گھر میں یا میری جیب میں موجود تھا وہ سب میں نے فنڈ میں دے دیا۔ اس دفعہ پھر میری جیب میں ایک پائی تک نہ تھی۔ آج یہ تیسرا موقع ہے کہ میں اللہ کے گھر میں اسی مسجد کے اندر بلوچستان میں تبلیغ اسلام کی خدمت کا فیصلہ کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ آپ صاحبان کے سامنے دو چیزیں پیش کروں۔ میں اپنی تقریروں میں انجمن وطن، جمعیتہ العلماء، احرار اور مسلم لیگ وغیرہ جماعتوں پر کچھ نہ کچھ تنقید کرتا رہا ہوں۔ میں اپنی گفتگو کو تلخی کے لیے ہر ایک جماعت اور ہر ایک مسلمان سے معافی چاہتا ہوں۔ اگر جمعیتہ العلماء والوں کو مجھ سے کچھ بھی شکایت

ہو تو میں ان سے معافی مانگتا ہوں وہ مجھے معاف کر دیں۔ میں علمائے کرام کا خادم ہوں۔ اگر انہیں وطن اور دوسرے آندہ خیال دوستوں کو کبھی مجھ سے رنج پہنچا ہو تو میں ان سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ میں انھیں اپنا اسلامی بھائی ہی سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھے اپنا بھائی سمجھیں گے۔ میں مسلم لیگ کا ہم خیال ہوں۔ اگرچہ میں سیاسیات میں حصہ نہیں لیتا ہوں، اس لیے میں کارکنان لیگ سے معافی نہیں مانگتا، بلکہ اپنی پارٹی کی حیثیت سے میں ان پر یہ حق رکھتا ہوں کہ وہ میرے الفاظ کی لاج رکھیں۔

برادرانِ اسلام! قبل اس کے کہ میں اپنے تبلیغی پروگرام کا اعلان کروں میں حاجی فضل الہی صاحب سے اس مسجد خدا میں سوال کرتا ہوں۔

مقرر: حاجی صاحب! اب تک کتنے روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں؟

حاجی صاحب! کل چھ سو نو تیس روپے کی نقدی اب تک وصول ہوئی ہے۔

میں یہ تمام رقم اللہ کے لیے تبلیغ اسلام کی خاطر وقف کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کتابوں کی قیمت کے تیس روپے مستدنگ سے قابل وصول ہیں۔ یہ بھی اللہ کے لیے دیے۔ تیس روپے قاضی حفیظ الدین صاحب سے، پچاس روپے ارباب کرم خاں سے، ایک سو پچاس روپے قاضی محمد عیسیٰ خاں صاحب سے، بیس روپے میاں نصیر الدین احمد صاحب سے، بیس روپے نواب صاحب ٹیکسانی (وغیرہ وغیرہ) سے کتابوں کی قیمت قابل وصول ہے۔ میں یہ تمام رقم اللہ کے لیے تبلیغ اسلام کی تدر کرتا ہوں۔ جب میں گھر سے چلا تھا تو پچھتر روپے ساتھ لایا تھا۔ ان میں سے جو کچھ باقی ہے، وہ بھی میں نذر اسلام کرتا ہوں۔ حاجی صاحب! یہ رقم گن لیجیے (گننے سے یہ رقم چودہ روپے نذر نکلی) اب میرے گھر کی دولت صرف میری کتابیں ہیں۔ میں نے آج یہ تمام کتابیں بھی مسجد کے دروازے کے سامنے لا کر رکھ دی ہیں۔ یہ تین سو روپے کی کتابیں ہوں گی۔ اب یہ کتابیں بھی اللہ کا مال ہے (تمام اعلان کردہ رقم کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جملہ رقم کی میزان ایک ہزار پانچ سو دس روپے ساڑھے دس آنے ہے۔)

اس کے بعد مقرر نے کہا: حضرات! آپ کلمہ پڑھیں۔ جب تمام مسجد ذکر کلمہ شہادت سے گونج اٹھی تو مقرر نے کہا میں دوہینے سے کوٹہ میں ہوں، میں نے ایک پانی گھر نہیں بھیجا اور اب

ایک پائی فروخت کتب کی میرے پاس نہیں رہی۔ اس سلسلے میں جتنا نقد، جتنا ادھار اور جتنی بچت تھی، وہ سب میں نے آج بلوچستان میں تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر دی ہے۔

ہماری اس تحریک کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہوگا، نہ بالواسطہ، نہ بلاواسطہ میری دشمنی میں اطاعت و اشاعت قرآن، اطاعت و اشاعت رسول اور قیام ارکان کے سوا کوئی چوتھا لفظ موجود نہیں ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ یہاں چھ سو روپیہ ماہوار مسلمانوں کو پابند مذہب بنانے پر خرچ کیا جائے گا۔ دو سو روپے ماہوار کے مبلغ رکھے جائیں گے جو بلوچستان کے قصبات دیہات میں سارا سال گشت لگائیں گے اور مسلمانوں کو ایک مرکز دین پر جمع کرنے کی دعوت دیں گے، مبلغین سے معاہدہ لیا جائے گا کہ وہ موجودہ سیاسیات میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کریں گے اور نہ کسی بھی قبائلی، مذہبی یا سیاسی جماعت کے مخالف پراپیگنڈا کریں گے۔ ایک سو روپیہ مرکزی سیرت کمیٹی کے ایک کارکن کو دیا جائے گا، جو وہاں پٹی میں میری غیر حاضری میں کا کرے گا۔ باقی سو روپیہ ماہوار میں یہاں ایک دینی اور تبلیغی کلاس قائم کی جائے گی جس میں تمام بلوچستان سے منتخب کارکنوں، نوجوانوں اور بااحساس ائمہ مساجد کو بلایا جائے گا، اور پندرہ بیس دن میں طرینہ ذکر کے اپنے اپنے مرکزوں میں بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ وہاں تنظیم مساجد کا کام ہیرت کے پروگراموں کے مطابق انجام دیں۔ وہ زندہ دل کارکن جو ہم سے ٹریننگ لے کر اپنے مقامات میں واپس جائیں گے دین حق کے رضا کار ہوں گے۔ وہ ہم سے وابستہ رہ کر اپنے اپنے حلقہ عمل میں ایک ہی پروگرام پر عمل کریں گے۔ اس تمام کوشش سے ہمارا مقصود اصلی صرف یہ ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور ان کی اجتماعی زندگی درست ہو جائے۔ اے اللہ! ہمارے ارادوں کو برکت دے۔“

تحریک پاکستان سے تعاون

تحریک سیرت کا سیاسیات سے جس قدر تعلق تھا اس کا اندازہ مولانا احمد سعید (مرحوم) ناظم جمعیتہ العالمیہ ہند دہلی کے اس خط سے ہوتا ہے جو انھوں نے قاضی عبد المجید قریشی کو لکھا:

سلام سنون

محترم قرشی صاحب!

گرامی نامہ کا شکریہ۔ تفصیلی جواب تو پھر کسی وقت عرض کروں گا لیکن مجھے اس وقت صرف اسی قدر عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ مرکزی سیرت کمیٹی (اگر کوئی مرکز ہے) کا رویہ غیر جانبدارانہ نہیں ہے، بلکہ مرکزی سیرت کمیٹی کا اطرش پھر عام طور سے مسلم لیگ کی پالیسی کی حمایت کر رہا ہے بلکہ سیرت کمیٹی سے مسلم لیگ کی نشوونما کا کام لیا جا رہا ہے۔ جماعت بنانے وقت یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ جماعت کو مضبوط کرنے کے بعد وہی جماعت اس دعویٰ کو فراموش کر دیتی ہے۔

آپ کا مخلص

فقیر احمد سعید۔ کانٹنٹل

اس کے جواب میں قرشی موصوف نے لکھا کہ :

”سیرت کمیٹی نے جماعتی حیثیت سے کبھی عملی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا۔ کسی امیدوار اسمبلی کے موافق یا مخالف فیصلہ نہیں کیا۔ کبھی کسی الیکشن میں اپنا امیدوار کھڑا نہیں کیا۔ کبھی لیگ یا کانگریس کے حق میں یا خلاف کوئی ریفرنڈیشن پاس نہیں کیا۔ یہی نظری سیاست تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ چونکہ نظام سیرت اور مسلم لیگ دونوں جماعتیں مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کے نظریہ میں متحد ہیں اور راقم الحروف بھی مسلم لیگ کا ہم خیال ہے اور مسلمانوں کی بہت غالب اکثریت بھی مسلم لیگ کی حامی ہے، اس کے علاوہ نظام سیرت کے چلانے والے ۹۵ فیصد ہی مسلم لیگ ہیں، اس واسطے یہ قدرتی بات ہے کہ ہم لوگ جب بھی اپنی جگہ پر کسی عام ملکی واقعہ کی توضیح کریں گے تو ہماری یہ توضیح مسلم لیگ کے نظریے سے بہت زیادہ قریب ہوگی۔“

جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ اسلام سے سیاست کو جدا نہیں کر سکتے تو سیرت کمیٹی کے لیے سیاست کو کیوں شجر ممنوعہ قرار دیتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا :

”قرآن کریم یا سیرت نبوی میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ

ایک مسلمان بحیثیت غلام کس طرح زندگی بسر کرے۔ قرآن اور سیرت آپ کو یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ بہترین آزاد حکومت کس طرح قائم کر سکتے ہیں مگر وہ آپ کو یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ سرکار انگریزی کے بہترین غلام بن کر کس طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جب قرآن اور سیرت نبوی میں غلامانہ زندگی بسر کرنے کے متعلق سرے سے کوئی ہدایت ہی موجود نہ ہو تو فرماتے کہ میں اس غلامانہ سیاست کے پروگرام کو سیرت کمیٹی کے مقاصد میں کیسے شامل کروں؟ مختصر یہ کہ قرآنی سیاست جو انسانوں کو ایک خدا کا غلام بناتی ہے سیرت کمیٹی کے پروگرام میں شامل ہے۔ مگر انڈیا ایکٹ کی سیاست جس کا آخری نتیجہ صرف یہی ہے کہ ہم ایک قاعدے کے ساتھ غلامانہ زندگی بسر کریں سیرت کمیٹی کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔

ذاتی حیثیت سے وہ پانچ صدیوں میں متل پاکستان کی بجائے مسلم فیڈریشن کے حامی تھے جس میں اس علاقے کے علاوہ بنگال اور مسلم ریاستیں بھی شامل ہوں ۱۹۳۹ء میں ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں منعقد سکیمیں پیش کی گئیں۔ ان میں سے وہ سر سکندر سکیم کو زیادہ اچھا سمجھتے تھے۔ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے اجلاس لاہور کے موقع پر انھوں نے کارکنان سیرت سے گزارش کی کہ وہ اس میں شریک نہ ہوں یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے جماعتی حیثیت سے ایک سیاسی اجلاس میں شرکت کی۔ وہ قرارداد لاہور کے حامیوں میں سے تھے، مگر پنجاب مسلم لیگ کی صحت روزی کو دیکھ کر انھیں زیادہ امید نہیں تھی کہ یہ جماعت پاکستان کو آزاد کر سکے گی۔ ۹ دسمبر ۱۹۴۰ء کو میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی۔ میں نے اس روز کی ڈائری میں لکھا تھا: ”قرشی صاحب کا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو اپنے نصب العین کا خیال چھوڑ دینا چاہیے اور کچھ عمل کرنا چاہیے کیونکہ عملی دنیا خیالی دنیا سے بہت دور ہے۔“ اس ملاقات سے اہم ترین بات جو زیر بحث آئی وہ ”پاکستان“ نام سے ایک انگریزی روزنامہ کا اجرا تھا۔ اس کے لیے تو قرشی صاحب اپنے آپ کو آمادہ نہ کر سکے، البتہ اسی نام سے اردو روزنامہ پریم نے انھیں آمادہ پایا اور فیصلہ کیا کہ ابتدا میں یہ ہفت روزہ یا دس روزہ

ہو اور امرت سر سے نکالا جائے۔ اس بات حیت کے ایک ماہ چھ دن بعد انھوں نے ایمان کی ۱۵ جنوری ۱۹۴۱ء کی اشاعت کا ادارہ ایمان کی بجائے پاکستان لکھا اور لکھا کہ ہمارے ایک عزیز اور قابل اعتماد دوست امرت سر سے اخبار پاکستان نکال رہے ہیں ہم نے ان کی یہ خواہش قبول کر لی ہے کہ اخبار ایمان کے قارئین کو ایک مہینہ ایمان نہ بھیجا جائے نہ شائع کیا جائے اس کی بجائے اخبار پاکستان بھیجا جائے ۱۲ مارچ ۱۹۴۱ء کے ایمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اخبار کا پاکستان نمبر سچا س ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا جائے گا جن میں سے دس ہزار شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۵ جون ۱۹۴۱ء کے ایمان میں پاکستان کا التوا کی خبر شائع ہوئی، اس میں بتایا گیا کہ جنگ کی نزاکت، کاغذ کی گرانی اور اخبار پاکستان کے ڈیکلریشن کی منظوری کے لیے پانسو روپے نقد ضمانت کی طلبی کے باعث اخبار کا اجرا ملتوی کر دیا گیا ہے ۱۳

وفات

مولانا عبد المجید قرشی ۱۹۴۷ء میں پٹی سے لاہور آ گئے۔ وہ دفتر کا پورا ریکارڈ بھی ساتھ نہیں لاسکے۔ آبادی کی نقل مکانی اس کثرت سے ہوئی کہ اگر دفتر میں لکھے ہوئے پتے بھی دست یاب ہو جاتے تو پتوں پر آدھے بھی خطوط نہ پہنچ سکتے۔ راقم الحروف سے ان کی آخری ملاقات ۱۹۴۸ء کے آخر میں ہوئی۔ یہ میٹروپولیٹن ڈسٹرکٹ دفتر زمیندار کے سامنے والی بالائی منزل میں رہتے تھے۔ ان کے عزائم میں ایک عزم یہ تھا کہ اسلامی یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں علم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے کہ علماء و مبلغین کسی کے محتاج نہ رہیں۔ یہ سکیم پرانی تھی اور اس کے لیے ایک سرکاری ملازم جناب فتح محمد شیفتہ نے اپنے ضلع جالندھر میں زمین کی پشیکش بھی کی تھی۔ قرشی صاحب چاہتے تھے کہ وہ جمع شدہ سرمایہ سے پاکستان میں ایسی یونیورسٹی قائم کریں۔

وسط مارچ ۱۹۴۹ء میں غالباً ان کے ایک نجی ملازم نے انھیں قتل کر دیا۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور کی ۴ اپریل کی اشاعت میں سٹاف رپورٹر کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی۔
”معلوم ہوا ہے کہ مولوی عبد المجید قرشی مدیر اخبار ایمان“ (پٹی) کو قتل کر دیا گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ بیس روز کے بعد ان کی لاش ان کے مکان سے نکالی گئی ہے۔ لاش سڑ گئی ہے، اور مقتول کے جسم پر کئی ایک زخموں کے نشانات ہیں۔ ان کا مکان باہر سے مقفل تھا اور دروازہ

ملازم فرار ہیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ لاش کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ ان کو تقریباً بیس روز قبل قتل کیا گیا ہے۔“

حرفِ آخر

مولانا عبد المجید سالک نے اپنی کتاب ”سرگزشت“ میں لکھا :
 ”مولانا عبد المجید قرشی ایسے بے نظیر سنجیدہ اور خاموش کارکن تھے کہ مسلمانوں میں ایسے مثالیں نہایت کم پائے ہیں۔۔۔ درویشی کی زندگی بسر کرنے۔۔۔ دھیلے دھیلے اور پائی پائی کا حسا رکھنے سیرت کی تقریروں اور اخبار ”ایمان“ سے انھوں نے پیسہ پیسہ کر کے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کیا، جس پر ان کا ذاتی کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اس کو قومی سرمایہ کہا کرتے تھے۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تحریک سیرت کا جو سرمایہ قرشی صاحب چھوڑ گئے ہیں وہ لاہور کے ایک بینک میں محفوظ پڑا ہے۔“

اخبار اور کتب سیرت سے اتنا روپیہ جمع کرنے کا راز یہ تھا کہ اس وسیع کاروبار پر اخراجات اتنے کم تھے کہ اس سے کم ممکن ہی نہ تھے۔ قرشی صاحب دفتر میں خود بھی جھاڑو دے لیا کرتے تھے۔ پورا عملہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ہر ایک کم از کم دس گھنٹے کام کیا کرتا تھا۔ ۱۹۴۰ میں ان کا مشاہرہ یہ تھا :

۵۰ روپے	ناظم مرکزی سیرت کمیٹی (عبد المجید قرشی)
۳۰ روپے	آفس سکرٹری (حمید انور)
۲۰ روپے	مینجر (محمد افضل)
۱۰ روپے	دفتری
۲۰ روپے	کرایہ دفتر و رہائش گاہ
کل ۱۳۰ روپے	

ﷺ سرگزشت، ص ۲۶۸-۲۶۹